نمبر ۸۸ | مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۹ رمضان سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے :۔

منارۃ المسیح کی تکمیل میں اب صرف کلاک کا نصب ہونا باقی تھا۔ سو وہ بھی لگایا جارہا ہے۔ اور انشاء اللہ چند روز تک منارہ بالکل مکمل ہو جائیگا۔

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے چھ پاروں کا درس ۲۶ جنوری ختم کیا۔ اور جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ۲۷ جنوری ساتویں پارہ سے درس شروع کیا :۔

بابو عبد اللطیف صاحب فیروزپوری کلرک قلعہ راولپنڈی برادر بابو محمد فاضل صاحب اور دسیر فیروزپور جو عارضہ خناق ۲۴ جنوری کو اچانک فوت ہوگئے۔ ۲۶ کو اُن کی لاش بذریعہ لاری یہاں پہونچی۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے پڑھایا۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ مرحوم بہت مخلص اور دیندار احمدی تھے۔ اپنے پیچھے تین خورد سال لڑکیاں اور بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ احباب مرحوم کیلئے مغفرت اور لواحقین کے لئے صبر کی دعا کریں :۔

مجلس مشاورت میں احمدی خواتین کی نمائندگی

فیصلہ جات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دوران مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء شائع ہو کر تمام جماعتوں کے پاس پہونچ چکے ہیں۔ ان میں حضور نے عورتوں کے حق نمائندگی کے متعلق یہ الفاظ عارضی فیصلہ فرمایا تھا :۔

”جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہیں۔ وہ اپنی لجنہ رجسٹرڈ کرالیں۔ یعنی میرے دفتر سے اپنی لجنہ کی منظوری حاصل کرلیں۔ پھر ان لجناؤں کو جنہیں میری اجازت سے منظور کیا جائیگا۔ مجلس مشاورت کا ایجنڈا بھیج دیا جایا کرے گا۔ وہ رائے لکھ کر پرائیویٹ سکرٹری کے پاس بھیج دیں۔ میں جب ان امور کا فیصلہ کرنے لگوں گا۔ تو اُن کی آراء کو بھی مدنظر رکھ لیا کروں گا۔ اس طرح عورتوں مردوں کے جمع ہونے کا جھگڑا بھی پیدا نہ ہوگا۔ اور مجھے بھی پتہ لگ جائے گا۔ کہ عورتیں مشورہ دینے میں کہاں تک مفید ثابت ہو سکتی ہیں ان کی رائیں فیصلہ کرتے وقت مجلس میں سُنا دی جائیں گی۔ یہ عارضی طور پر ان کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں۔ باقی گفتگو اگلے سال کرلی جائیگی“

(ضمیمہ رپورٹ مشاورت ۳۰ء صفحہ ۴۵ و ۴۶)

حضورؐ کے اس فیصلہ کے ماتحت چاہئے تھا۔ کہ جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہیں۔ وہ دوران سال میں اپنی لجنہ کی منظوری حاصل کرلیتیں۔ مگر اس وقت تک دفتر ہذا میں سوائے ایک درخواست کے کسی لجنہ کی طرف سے درخواست نہیں پہونچی۔ اس لئے میں تمام لجنہ کو حضورؐ کے فیصلہ کی طرف متوجہ کرتا ہوا اطلاع دیتا ہوں۔ کہ ایجنڈا مجلس مشاورت ۳۱ء حسب فیصلہ حضور مشاورت کے انعقاد سے ایک ماہ قبل تمام جماعتوں کو بھجوا دیا جائے گا۔

خاکسار پرائیویٹ سکرٹری۔ قادیان

جنوبی اور شمالی نائیجیریا میں تبلیغ اسلام

ترقی

امام قاسم اجو سے صاحب لیگوس سے اپنے خط مورخہ ۲۱- نومبر ۱۹۳۰ء میں رقمطراز ہیں۔ تین عدد بیعت کے فارم ارسال خدمت ہیں منظوری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ ہماری جماعت خدا کے فضل سے استقلال کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ غیر احمدی لوگ ہمارے متعلق غلط فہمیوں سے نکل رہے ہیں۔ دن اور رات کو کھلے میدان میں جو لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ انہیں شوق سے سنتے ہیں۔ جماعت کے اندرونی معاملات بالکل صاف ہیں۔ اور جماعت پُرامن ہے ؛

فوتیدگی

افسوس ہے۔ کہ ہمارے بھائی مسٹر ایم۔ آئی۔ احمد جماعت اباد ان کے امام فوت ہو گئے ہیں۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت کریں ؛

۲۶ر اکتوبر کے جلسے

اس دفعہ ۲۶ر اکتوبر کے جلسوں کے متعلق ارشاد ہمیں دیر سے پہونچا تھا۔ مگر تار کے ذریعہ تمام بیرونی جماعتوں کو اطلاع دے دی گئی۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ مرکزی ہدایات کے مطابق تمام جگہوں پر بارونق جلسے ہوئے ؛

شمالی نائیجیریا کا خط

امام عبد الرحمن شمس الدین صاحب انچارج احمدیہ مشن شمالی نائیجیریا اپنے خط مورخہ ۲۱- نومبر ۱۹۳۰ء میں لکھتے ہیں :-

میں کانو سے اگبو کو بخیریت پہونچ گیا ہوں۔ الحمد للہ۔ سکول کے تمام بچے اور جماعت کے تمام افراد بخیریت ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ کہ کوئی قطعہ زمین ہمیں مل جائے۔ تو ہم سکول کی نئی عمارت تعمیر کریں۔ یہاں کے باشندے جو قریباً قریباً سب کے سب بُت پرست ہیں۔ بہت متعصب ہیں۔ ہماری کامیابی کے لئے دُعا کی جائے ؛

۲۶- اکتوبر ۱۹۳۰ء کا جلسہ نہایت بارونق اور کامیاب ہوا ؛

جماعت احمدیہ زاریا

مسٹر عبد العزیز بی۔ بی۔ ایپا سے سیکرٹری جماعت احمدیہ زاریا شمالی نائیجیریا سے اپنے خط مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۳۰ء میں لکھتے ہیں :-

سیرۃ النبی کے متعلق ۲۶- اکتوبر کو احمدیہ مسجد زاریا کے سامنے ۷ بجے سے گیارہ بجے تک جلسہ ہوتا رہا جس میں علاوہ احمدیوں کے مسلم، غیر احمدی اور عیسائی کثرت سے شریک ہوئے۔ پروگرام کے مطابق ہر ایک فرقہ سے درخواست کی گئی۔ چنانچہ سب سے اول مسٹر زبیر ایم۔ جیوا احمدی امام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخلاقی تعلیم کے نہایت بلند پایہ ہونے پر تقریر کی۔ اس کے بعد مسٹر وائی۔ ایس اوونگ بینجو احمدی نے بنی نوع میں سے سب سے اعلےٰ انسان یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد امام عبد السلام غیر احمدی نے جماعت احمدیہ کی اس تحریک کی بہت تعریف کی۔ اس کے بعد مسٹر جے۔ اے۔ بیمتھ ممبر سینٹ جارج چرچ (عیسائی) نے بیان کیا۔ کہ :- "میں آج شب کی تقریروں سے متیقن ہو گیا ہوں کہ رسول کریم ﷺ واقعی خدا کے فرستادہ ہیں۔ اور جو آپ کے خلاف بکواس کرتا ہے۔ وُہ آپ سے پہلے رسولوں کے خلاف بکواس کرتا ہے" !

اس کے بعد امام اے۔ ڈی۔ شافی نے جماعت احمدیہ کی طرف سے حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور جمع شدہ دوستوں کو تلقین کی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اور دعا پر جلسہ ختم ہوا ؛

مرتبہ اسسٹنٹ سیکرٹری ترقی اسلام قادیان

صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مضامین لکھنے کی دعوت

ناظرین کرام نے وُہ اعلان ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔ جو ۲۷ جنوری کے "الفضل" میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مضمون لکھنے کے لئے کیا گیا ہے۔ جن اصحاب کو خدا تعالےٰ توفیق دے۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ ماہ رمضان میں ضرور مندرجہ بالا موضوع پر مضمون لکھکر ارسال فرمائیں۔ اور اسے بھی رمضان المبارک کے مجاہدات میں سے ایک مجاہدہ خیال فرمائیں۔ جو یقیناً بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا ؛ اگرچہ رمضان المبارک کے آخر تک مضمون بھیجنے کی میعاد رکھی گئی ہے لیکن جہاں تک جلد ممکن ہو مضمون ارسال کر دیئے جائیں جس ترتیب سے مضامین موصول ہونگے۔ اسی سے اخبار میں شائع کئے جائیں گے۔

قاضی محمد علی صاحب کو دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں

احباب رمضان کے مبارک مہینہ میں جبکہ خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں کرنے کا خاص موقعہ میسر آتا ہے۔ اور خصوصیت سے دعائیں سُنی جاتی ہیں۔ اپنے بھائی قاضی محمد علی صاحب کے انجام بخیر کے لئے درد دل سے دعائیں کریں۔ ظاہری حالات خواہ کتنے ہی مایوس کُن ہوں۔ خدا تعالےٰ جو چاہے۔ کر سکتا ہے۔ پس دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیئے۔ اور رمضان المبارک کی مقدس گھڑیوں سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ؛

غریب فنڈ میں امداد کی ضرورت

کچھ عرصہ سے ولادت اور اعلان نکاح کرانے والے اصحاب نے غریب فنڈ کو فراموش کر رکھا ہے۔ حالانکہ اس قسم کے خوشی کے مواقعہ پر اعلان نکاح کے لئے کم از کم ایک روپیہ اور ولادت کے لئے کم از کم آٹھ آنے غریب فنڈ کے لئے بھیجنا بڑی بات نہیں۔ لیکن اس سے فائدہ بہت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس فنڈ سے احمدی یا غیر احمدی غربا کے نام اخبار جاری کیا جاتا ہے۔ اس وقت ایسے کئی مستحق اصحاب کی درخواستیں پڑی ہیں۔ لیکن فنڈ بالکل ختم ہے کیونکہ بیاہ شادی اور ولادت کا اعلان کرانے والے اصحاب اعلان تو بھیج دیتے ہیں۔ لیکن غریب فنڈ میں کچھ نہیں ارسال فرماتے۔ الا ماشاء اللہ آئندہ احباب کو ایسے اعلانات کے ساتھ غریب فنڈ کی رقم بھی ضرور بھیجنی چاہیئے ؛

تقرر امیر

حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ۲۰ جنوری ۱۹۳۱ء سے ۳۰- اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے مندرجہ ذیل جماعتوں کا امیر مقرر فرمایا ہے۔ وزیر آباد۔ قلعہ سنگیاں لوپری والہ۔ کوٹ خضری ؛ ناظر اعلےٰ قادیان

تعزیت کا تار

ٹرنکو مالی سے جنرل سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ایک تار موصول ہوا ہے۔ جس میں مولانا محمد علی کی وفات پر ہندو مسلمانوں کے ایک پبلک جلسہ میں اظہار رنج و افسوس کرنے کا ذکر ہے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

وزیر اعظم کا اعلان

ہندوستان کے آئندہ نظام حکومت کے متعلق

گول میز کانفرنس کے اختتام پر وزیر اعظم نے ہندوستان کے متعلق حکومت برطانیہ کی پالیسی کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے جو اعلان کیا ہے۔ وُہ نہ صرف بلحاظ فصاحت و بلاغت اور عمدہ طرزِ کلام قابل قدر ہے۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی قابل تعریف ہے۔ کہ اس میں اہل ہند کے سیاسی اور ملکی حقوق کے اعتراف میں بہت وسعت حوصلہ سے کام لیا گیا ہے۔ اور نہایت صفائی کے ساتھ اس بات کا اعتراف کیا جاسکتا ہے۔ کہ وزیر اعظم کا اعلان اہل ہند کے حقوق کے لحاظ سے نہ صرف سائمن رپورٹ سے بہت آگے نکل گیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ ہند کی رپورٹ سے بھی بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور اس میں وُہ کچھ دینے کا اقرار کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق قبل ازیں غور کرنا بھی گوارا نہ کیا جاتا تھا۔ ایسی صورت میں اہل ہند کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ وُہ اس موقعہ سے پُورا پورا فائدہ اٹھائیں اور جو کچھ وزیر اعظم نے الفاظ کی صورت میں ان کے سامنے رکھا ہے۔ اسے بہتر سے بہتر طریق سے عمل میں لے آنے کی کوشش کریں۔

اس اعلان کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ بحالات موجودہ گورنمنٹ برطانیہ انتہائی صورت میں اہل ہند کو جو کچھ دے سکتی ہے۔ اس کے دینے میں دریغ نہیں کیا گیا۔ اور جو کچھ اس نے دیا ہے۔ وہ ہندوستانیوں کی امنگوں اور ارادوں کو بلند اور شاندار بنانے۔ دنیا میں ان کی عزت و وقار قائم کرنے۔ اور ان کے ملک کو ترقی اور خوشحالی کی طرف لے جانے والے شاندار دَور کے آغاز کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور ان کے پاؤں ترقی کے میدان میں بہت کچھ مضبوط کر سکتا ہے۔ پس اس موقعہ کو ہاتھ سے نہیں گنوانا چاہیئے۔ بلکہ حکومت برطانیہ نے صلح اور دوستی کا جو ہاتھ بڑھایا ہے۔ اس کی طرف دوستانہ حیثیت سے ہی اپنا ہاتھ بڑھانا چاہیئے۔

مسلمانوں کے لحاظ سے اس اعلان میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اسے عمل میں لانے کے وقت اگر اس کے اصل اور صحیح معنی لئے گئے تو مسلمانوں کے حقوق کی بڑی حد تک حفاظت ہو سکے گی۔ اور وہ تسلی و اطمینان کا سانس لے سکیں گے۔ لیکن الفاظ ایسے مبہم اور غیر معین صورت میں ہیں۔ جن کے متعلق یہ اندیشہ بے جا نہیں۔ کہ انہیں بہت کچھ بگاڑا جاسکتا ہے۔ پس مسلمانوں کو ان الفاظ کے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیئے۔ اور یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ وزیر اعظم کے یہ کہدینے سے کہ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ ان کے حقوق۔ اور مطالبات پُورے ہو گئے۔ بلکہ صرف اتنا سمجھنا چاہیئے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ نے اقلیتوں کے متعلق جن میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ اپنے فرض کے احساس کا اعتراف کیا ہے۔ پس مسلمانوں کو اعلان کے الفاظ پر مطمئن نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ حکومت سے اپیل کرنی چاہیئے۔ کہ وزیر اعظم کے الفاظ کا جو صاف اور واضح مفہوم نکلتا ہے۔ عمل کے وقت اسے احتیاط کے ساتھ مدنظر رکھا جائے۔ اس کے علاوہ اور بھی آئینی طریقوں سے اپنے حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد جاری رکھیں۔ کیونکہ ممکن ہے کسی نہ کسی وجہ سے اعلان کے ظاہری الفاظ کے ایسے معنی لئے جائیں جو مسلمانوں کیلئے سخت نقصان رساں ہوں اور ایسے معنی لئے جاسکتے ہیں۔ ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایسا کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ مثلاً اقلیتوں میں سکھوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ حالانکہ سکھ کوئی اقلیت نہیں۔ وُہ سیاسی طور پر ہندوؤں کا ہی حصہ ہیں۔ اور جو قوم ۴۴ فیصدی ہو۔ وُہ اقلیت نہیں کہلا سکتی۔ سکھوں کو اقلیت قرار دینے کے معنی یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ جب مسلمانوں کے مطالبات پیش ہوں۔ تو کہدیا جائے پنجاب میں سکھ چونکہ اقلیت میں ہیں۔ اس لئے ان کی حفاظت کرنے کے لئے مسلمانوں کو پُورے حقوق نہیں دئے جاسکتے۔ اس طرح پنجاب میں مسلمانوں کے حقوق کو اس قدر نقصان پہونچا دیا جائے جو قطعاً ناقابل برداشت ہو۔

پس مسلمانوں کو اسی قابل تعریف اور لائق ستائش اتحاد سے جس کا ثبوت ایک بڑی حد تک انہوں نے گول میز کانفرنس میں دیا ہے اور اس طرح مسلمانوں کے مطالبات کو بہت تقویت پہونچائی ہے۔ اب بھی اپنی جدوجہد جاری رکھنی چاہیئے۔ اور وزیر اعظم کا اعلان عملی صُورت اختیار کرنے کے لئے جن مراحل میں سے گزرے۔ ان میں اپنے حقوق کی پُوری حفاظت کرنی چاہیئے۔

اس موقعہ پر ہم یہ کہدینا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وزیر اعظم کے اعلان میں ہندوستانی ریاستوں کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ وُہ بھی مبہم اور مشکوک سا ہے۔ جب یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ فیڈرل سسٹم میں جو ریاست چاہے شامل ہو۔ اور جو نہ چاہے۔ نہ شامل ہو۔ تو یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ اگر ریاستوں کا کچھ حصہ شامل ہوا۔ تو اسے حکومت میں کس اصول کے ماتحت استحقاق نمائندگی دیا جائے گا۔ آیا جو کچھ ریاستوں کا حق قرار دیا جائے گا۔ وہ سارے کا سارا ان ریاستوں کو دے دیا جائے گا۔ جو نئے نظامِ حکومت میں شریک ہوں گی۔ یا یہ فرض کرکے کہ اگر ساری ریاستیں اس نظام میں شریک ہو جائیں۔ تو پھر ہر ایک کو اس قدر حق حاصل ہوگا۔ شامل ہونے والی ریاستوں کو اس نسبت سے ممبریاں دے دی جائیں گی۔ اس صورت میں یہ بات قابل دریافت باقی ہے۔ کہ پھر جو ممبریاں بچ رہیں گی۔ وُہ کن کو دی جائیں گی۔

اس قسم کی کئی ایک باتیں ابھی تفصیل طلب ہیں۔ لیکن امید ہے۔ یہ سکیم جوں جوں عمل کے قریب پہونچتی جائے گی۔ ایسی باتیں حل ہوتی جائیں گی۔

اس موقعہ پر ہم اس نہایت اہم اور ضروری امر کی طرف برادرانِ وطن کو توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ جس کا بہت کچھ نہیں۔ بلکہ تمام کا تمام انحصار انہی پر ہے۔ اور وُہ فرقہ وار مسائل کا حل ہے۔ وزیر اعظم نے ہندو مسلمان نمائندوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "میں آپ سے جو کچھ بارہا کہہ چکا ہوں۔ اسے پھر دہراتا ہوں۔ اگر آپ اپنے تحفظات کا خود بندوبست نہ کر سکیں گے اور آپ میں مفاہمت نہ ہوسکیگی۔ تو حکومت کو اس سلسلہ میں ضروری امور کا انتظام کرنا پڑے گا۔ لیکن اس بات کو یاد رکھئے۔ کہ بہترین مفاہمت وُہی ہوگی جس کا آپ خود فیصلہ کریں گے۔ آپ یہاں سے جا رہے ہیں۔ لیکن ہم نہیں چاہتے۔ کہ جو کچھ آپ کہہ چکے ہیں۔ اسے آپ کا آخری قول سمجھا جائے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ آپ نے ابھی تک آخری بات نہیں کہی"۔

چونکہ ہندوستان میں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ اور بہت بڑی اکثریت ہے۔ اس لئے خواہ نظام حکومت کوئی ہو۔ اس میں بہرحال زیادہ دخل ہندوؤں کا ہی ہوگا۔ ایسی حالت میں اگر وُہ اقلیتوں کو مطمئن کرنا چاہیں۔ تو ان کے لئے نہ کوئی مشکل ہوگی اور نہ ہی کسی لحاظ سے نقصان رساں

مثلاً اگر وہ چند صوبوں میں مسلمانوں کو ان کی آبادی کے لحاظ سے اکثریت دے دیں۔ تو کیا حرج ہو سکتا ہے۔ جبکہ نہ صرف کئی ایک دوسرے صوبوں میں ہندوؤں کو اکثریت حاصل ہوگی۔ بلکہ مرکزی حکومت میں بھی ہندوؤں ہی کی اکثریت ہوگی۔ لیکن افسوس کہ ہندو اقلیتوں کو راضی کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے۔ اور اقلیتیں ان کے سابقہ سلوک کا تجربہ رکھتی ہوئی ان پر اعتماد کرنا عاقبت نااندیشی خیال کرتی ہیں۔ مگر ابھی وقت ہے۔ کہ ہندو اقلیتوں کے ساتھ کم از کم منصفانہ تصفیہ ہی کر لیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اہل ہند انگریزوں سے زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل کر سکیں۔ ورنہ حکومت کے دخل دینے کی وجہ سے نہ صرف اس قدر حقوق حاصل نہ ہو سکیں جس قدر اپنے طور پر تصفیہ کر لینے کی صورت میں حاصل ہو سکیں گے۔ بلکہ آپس کے تعلقات بھی اس درجہ خوشگوار اور مضبوط نہ رہیں گے جس قدر ہندوستان کی بہتری اور ترقی کے لئے ہونے ضروری ہیں ؛

ہندو دھرم پر ایک اور ضرب

رائے صاحب ہربلاس شاردا نے یہ دیکھ کر کہ ہندوؤں نے صغر سنی کی شادی کو قانون کے ذریعہ روکنے کی وجہ نہ صرف ہندو دھرم پر اس حملہ کو برداشت کر لیا ہے۔ بلکہ بصد خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ہے۔ اب ایک اور قدم اٹھایا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہندو بیوہ عورت کو خاوند کی جدی جائداد پر جو ہندو دھرم کے لحاظ سے کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اسے قانون کے ذریعہ قائم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ اخبارات میں اعلان ہوا ہے۔ کہ "۳- فروری کو اسمبلی میں جو غیر سرکاری بل پیش ہونگے۔ ان میں سے پہلا نمبر رائے صاحب ہربلاس شاردا کے بل کو حاصل ہے جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہندوؤں میں بیوہ عورت کو اپنے خاوند کی جدی جائداد کی ملکیت کا جو حق نہیں۔ اس بندش کو اڑا دیا جائے۔ اس بل کے پاس ہو جانے کی صورت میں ایک ہندو بیوہ عورت اپنے خاوند کی جدی جائداد کی مالک بن سکیگی" (ملاپ ۲۳ جنوری)

ہر وہ شخص جس کے دل میں انسانیت کا کچھ بھی احساس ہے اور جو بیچاری ہندو بیوہ عورتوں کی المناک اور بے حد مشکلات سے پُر زندگی کے متعلق تھوڑی سی بھی واقفیت رکھتا ہے۔ وہ اس قسم کے قانون کی ضرورت کا احساس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور جو لوگ ایسا قانون پاس کرانے کی کوشش کریں گے۔ انہیں قابل ستائش سمجھا جائے گا۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ آئے دن ایسی ضربیں سہہ کر بھی ہندو رسم و رواج "ہندو دھرم" کہلانے کی مستحق رہیں گی یا اس صورت میں انہیں مجموعہ تعزیرات ہند کہنا زیادہ موزوں ہو گا ؛

اعلان وزیر اعظم پر چودھری ظفر اللہ خانصاحب کا اظہار رائے

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے وزیر اعظم کے اعلان پر اظہار رائے کرتے ہوئے کیا ہی خوب فرمایا۔

"مسٹر میکڈانلڈ کا اعلان بالکل تسلی بخش ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ اسے عملی طور پر عملی جامہ پہنایا جائے۔ بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ مسلمان کانسٹی ٹیوشن بنانے میں مدد کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ انہیں روڑے اینٹوں۔ چونے اور گارے کی پوزیشن نہ دیجائے۔ جو بنیادیں بھرنے اور دیواریں کھڑی کرنے کے کام آتے ہیں۔ بلکہ انہیں اندرونی آرائش و زیبائش کے سلسلہ میں اپنے خاص جوہر دکھانے کی اجازت دی جائے۔"

ان الفاظ میں نہایت فصاحت کے ساتھ بتا دیا گیا ہے۔ کہ اعلان کو عملی جامہ پہناتے وقت اس کے الفاظ کے ظاہری مفہوم کا پورا پورا لحاظ رکھنے اور مسلمانوں کو ان کے حقوق دینے کی ضرورت ہے۔ اور مسلمان اسی صورت میں نیا نظام حکومت بنانے میں امداد دینے کے لئے تیار ہو سکیں گے ؛

یہ وہ آواز ہے۔ جو ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی صدائے بازگشت ہے۔ کوئی مسلمان یہ پسند نہ کرے گا۔ بلکہ گوارا نہ کرے گا۔ کہ ہندوستان کے نظام حکومت کی تعمیر میں اسے روڑے اینٹوں گارے اور چونے کی پوزیشن دی جائے۔ بلکہ وہ ہندوستان کی ترقی اور بہتری میں اپنا پورا حصہ پیش کریگا۔ تمام مسلمان لیڈروں کا فرض ہے۔ کہ یہ بات واضح سے واضح طور پر حکومت تک پہنچا دیں ؛

مسز کرٹس کے قاتل کا بیان

لاہور چھاؤنی میں ایک انگریز خاتون کو قتل اور اس کی خورد سال دو لڑکیوں کو زخمی کرنے والے ملزم کے متعلق کانگریسی اخبارات نے لکھا تھا۔ کہ اس نے یہ قتل سیاسی اغراض کے لئے نہیں کیا۔ بلکہ اس لئے کیا۔ کہ "مقتولہ کے خاوند سے اسے ذاتی عناد تھا! ہم نے حالات پیش آمدہ سے صحیح نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھ دیا تھا۔ "اس قسم کے اعلان کی غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ کہ کانگریس کے عدم تشدد کے ادعا کو باوجود اس قسم کے شرمناک قتل و خونریزی کے حادثات کے قائم رکھا جائے"!

ہمارے اس بیان کی من وجہ تصدیق اور کانگریسی اخبارات کے بیانات کی تردید ملزم کے اس بیان سے ہو گئی۔ جو اس نے عدالت میں دیا۔ اُس نے صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ اس نے انگریزوں کو قتل کرنے کے خیال سے تلوار خریدی۔ اسے تیز کرایا۔ اور چھاؤنی لاہور میں آیا۔ کیپٹن کرٹس کے بنگلہ کو لاہور چھاؤنی کے کرنل کمانڈنگ افسر کا بنگلہ سمجھ کر اس میں داخل ہوا۔ چونکہ انگریز مجھے کوئی نہ ملا۔ اس لئے میں نے سوچا۔ خالی ہاتھ کیوں جاؤں۔ کیوں نہ عورت کو ہی ختم کر جاؤں۔ کیونکہ انگریزوں نے ہمارے کئی بھائیوں کو قتل کرایا ہے۔ لڑکیوں کو اس لئے مارا۔ کہ انگریزوں نے جلیانوالہ باغ۔ اور پشاور میں ہمارے بچوں کو مارا تھا ؛

اس بیان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ قتل محض تشدد کے اظہار کے لئے اور کانگریسی اغراض کو تقویت پہونچانے کے لئے کیا گیا۔ ایسے حالات میں اس کی سخت سے سخت مذمت ہونی چاہیئے۔ اور اس رُوح کو کچل دینا چاہیئے۔ جو ایسے افعال کی محرک ہو رہی ہے ؛

بھنگی ممبر پنجاب کونسل کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی

لاہور کے شہری حلقہ کے ہندوؤں نے اپنے پنجاب کونسل میں اپنا نمائندہ ایک بھنگی منتخب کر کے بھیجا ہے۔ ہندوؤں نے اسے حکومت کے لئے مذاق کا مضمون بنانا چاہا تھا۔ لیکن اب وہ خود ان کے لئے دلچسپ مذاق بن رہا ہے۔ آریہ اخبار پرکاش (۱۸ جنوری) کا بیان ہے "پنجاب کونسل کے بھنگی ممبر چودھری بنسی نے ملتان میں اپنے بھنگی بھائیوں کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ بھنگیوں کو ہندو نہیں۔ بالمیک لکھانا چاہیئے۔ یہ وہ شخص ہے جسے لاہور کے ہندوؤں نے اپنا قائم مقام بنا کر کونسل میں بھیجا ہے"!

ہم چودھری بنسی کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ معاملہ فہمی تو یہ کہ اس نے ہندوؤں کی امداد سے کونسل کا ممبر منتخب ہونے کو اسی نظر سے دیکھا جس کا وہ مستحق ہے۔ ہندوؤں نے چودھری بنسی کو اس لئے اپنا قائم مقام بنا کر کونسل میں نہیں بھیجا تھا۔ کہ وہ بھنگیوں کو اپنا انگ سمجھتے تھے۔ اور سالہا سال سے ان کی وجہ سے کونسل کی ممبری کا جو حق حاصل کئے ہوئے ہیں۔ اس میں کم از کم "ایک بھنگی" کو بھی شامل کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ گورنمنٹ پر یہ ظاہر کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ کہ موجودہ حکومت اس قابل نہیں۔ کہ اس کے ساتھ ہندو تعاون کریں۔ اب اسکی یہ حیثیت ہے۔ کہ ہندوؤں کے دھتکارے ہوئے اور درجہ انسانیت سے گرائے ہوئے لوگ اس کی کونسلوں میں جاتے۔ اس طرح ہندوؤں نے حکومت کی تحقیر اور تذلیل کرنی چاہی تھی۔ اور اس کا ذریعہ بنسی چودھری کو بنایا تھا۔ گویا بنسی چودھری کو تحقیر و تذلیل کے مجسمہ کے طور پر ہندوؤں نے اپنی طرف سے کونسل میں پیش کیا تھا۔ نہ کہ اعزاز و اکرام دے کر اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ ایسی حالت میں فرض تھا۔ کہ وہ بھی اپنی ممبری کو ہندوؤں کی طرف سے اعزاز نہیں۔ بلکہ تحقیر قرار دیتا۔ اب جبکہ اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ تو یہ اس کی معاملہ فہمی کا بیّن ثبوت ہے۔ پھر دوراندیشی اس لحاظ سے کہ چونکہ آئندہ کے لئے اس وقت تک اعزاز کے ساتھ اچھوت اقوام میں سے کسی کا کونسل کا ممبر منتخب ہونا ناممکن ہے۔ جب تک یہ اقوام اپنی حیثیت الگ نہ قرار دے لیں۔ اور اس کا واحد ذریعہ یہی ہے۔ کہ مردم شماری میں وہ اپنے آپ کو ہندو نہ لکھائیں۔ اس لئے چودھری بنسی نے اس بارے میں جو کچھ کہا ہے۔ وہ اس کی انتہاء درجہ کی دُوراندیشی پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ تمام اچھوت اقوام اسے گوش ہوش سے سنیں۔ اور پوری طرح اس پر عمل کریں ؛

75

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

رمضان المبارک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

(فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۱ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ماتحت پھر ہم میں سے بہتوں کو اس

مبارک مہینہ

میں سے گذرنے کا موقعہ ملا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب نازل ہوئی اور جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب نازل ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے سب دن برابر ہیں۔ لیکن وہ اپنی

وفا کا اظہار

کرنا چاہتا ہے۔ انسان باتوں کو بھلا دیتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے کاموں کو بھلانا نہیں چاہتا۔ اس لئے جب کبھی بھی وہ دن آتا ہے۔ جس میں کسی بندہ نے کوئی خاص کام کیا ہو۔ اس دن اللہ تعالیٰ کے خاص فضل نازل ہوتے ہیں

خدا تعالیٰ کے تمام کام

موسموں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اور روحانی کام جسمانی کاموں سے مماثلت رکھتے ہیں یعنی جس طرح جسمانی کاموں کے موسم ہوتے ہیں۔ اسی طرح روحانی کاموں کے بھی موسم ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک درخت وقت پر پھل دیتا ہے۔ اسی طرح جب کسی انسان کو نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ اور وہ

کوئی خاص قربانی

دین کے لئے۔ بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے۔ یا خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ تو جب وہی دن پھر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قربانی کی یاد کے طور پر اس دن پھر اپنے فضل نازل کرتا ہے۔ گویا وہ ایک درخت بن جاتا ہے۔ جو اپنے موسم میں پھل دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم نے نیک اعمال کو

شجر طیبہ

قرار دیا ہے۔ یعنی وہ ہر سال پھل دیتے ہیں۔ جس دن کوئی شخص نیک عمل کرتا ہے۔ اگلے سال پھر اسی دن اس نیک عمل کو پھل لگتا ہے

اور اگر انسان کوشش کر کے سال کے ۳۶۰ دنوں میں ہی ایسے شجر لگائے۔ تو تمام عمر کے لئے آسانی اور سہولت کا رستہ اس کے لئے کھل جاتا ہے۔ جب وقت آئے گا۔ خود بخود اسے نیکی کی طرف رغبت ہو گی

کیا یہ

عجیب بات

نہیں۔ کہ ایک افیونی کا جب افیون کھانے کا وقت آئے۔ تو اسے بے چینی شروع ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے۔ اگر

سچی تڑپ

پیدا کر لی جائے۔ تو عین وقت پر انسان کے اندر خود بخود رغبت اور تحریک نہ ہو۔ پس جو شخص کسی وقت کوئی نیکی کرتا ہے۔ وہی وقت جب دوبارہ آتا ہے۔ تو پھر اس کے اندر نیکی کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسی وقت

اللہ تعالیٰ کے فضل کا دروازہ

بھی کھل جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے پیچھے رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس کا نام غیور ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ بندہ کے فعل سے بڑھکر اپنی صفات اس کے لئے ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے جب بندہ دوبارہ نیکی کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی دوبارہ اس پر فضل نازل کرتا ہے۔ اور پہلے سے زیادہ کرتا ہے۔ اور اس طرح وہ درخت

ہمیشہ کے لئے پھل

دیتا رہتا ہے۔

لیکن تمام کام ایک قسم کے نہیں ہوتے۔ بعض اہم ہوتے ہیں۔ اور بعض چھوٹے جس طرح بعض درخت ایسے ہوتے ہیں۔ کہ انہیں خوردبین سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اور بعض اتنے بڑے کہ اگر انسان ان کی چوٹی کو دیکھنے کی کوشش کرے۔ تو سر سے پگڑی یا ٹوپی گر جائے گی۔ اسی طرح بعض روحانی اعمال بھی خوردبینی ہوتے ہیں۔ اور جس طرح خوردبین سے نظر آنے والے درخت کا پھل بھی اسی نسبت سے ہوتا ہے۔ خوردبینی اعمال کے مقابلہ میں فضل بھی اسی حیثیت کا ہوتا ہے۔ اس لئے بہت سے لوگ اس حقیقت سے غافل ہوتے ہیں۔ چونکہ ان کی نیکی معمولی ہوتی ہے۔ اور دوبارہ جب وہی وقت آتا ہے۔ تو پھر وہ نیکی کرتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں فضل بھی نازل ہوتا ہے۔ لیکن جسطرح کئی قسم کی نباتات۔ دیواروں کپڑوں۔ بلکہ بعض دفعہ ہمارے جسموں پر بھی اگتی ہے۔ مگر ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس کے پھل بھی ایسے ہی ہونگے۔ اسی طرح چونکہ بعض لوگوں کے روحانی اعمال خوردبینی ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے پھل بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جو بادی النظر میں محسوس نہیں ہو سکتے۔ لیکن جو اعمال بڑے ہوتے ہیں ان کا فضل ایک بڑے درخت کے پھل کیطرح صاف نظر آ جاتا ہے جیسے

حضرت ابراہیم علیہ السلام

کو بڑھاپے میں جبکہ انہیں کوئی امید نہ تھی۔ اولاد کا ملنا۔ اور معمولی اولاد نہیں۔ بلکہ ایسی اولاد جسکی پیدائش سے پہلے پیشگوئی کی گئی تھی یعنی الہامی اولاد پھر معمولی الہامی نہیں۔ بلکہ جسکے متعلق وعدہ تھا۔ کہ وہ نبی جو دنیا کے لئے

مستقل فیضان کا موجب

ہو گا۔ اسکی نسل سے ہو گا۔ ایسی اولاد کا بڑھاپے میں ملنا۔ پھر آپکا رویا دیکھنا۔ کہ اپنے بچہ کو ذبح کر رہا ہوں۔ اور اسے ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جانا گویا خدا تعالیٰ کے ان تمام وعدوں پر اپنے ہاتھ سے چھری پھیر دینا تھا۔ وہ کامیابیاں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے متعلق تھیں۔ جب یہ بھی یاد ہیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ضرور یاد ہونگی۔ مگر ان سب کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی پرواہ نہ کی بیٹے کی قربانی کوئی بڑی چیز نہیں۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام صرف بیٹے کی قربانی کرتے۔ تو ان کے مقام اور مرتبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اسے اتنی اہمیت دینے کیلئے تیار نہ تھے۔ مگر جو چیز حیرت میں ڈالنے والی ہے۔ وہ

حضرت اسماعیل کی قربانی

ہے۔ ہر بیٹا اسمٰعیل نہیں ہو سکتا۔ ایسا بیٹا اربوں بلکہ سینکڑوں اربوں میں سے کوئی ایک ہی ہو سکتا ہے۔ وہ وہ بیٹا تھا جس نے ہمیشہ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عزت کو قائم کرنا اور جسکی نسل سے اس عظیم الشان نبی نے پیدا ہونا تھا جس کا فیضان قیامت تک جاری رہنے والا تھا۔ گویا اسی بیٹے کی زندگی قیامت تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے نیکی جاری رکھنے والی تھی۔ آپنے ایک رویا دیکھی اور اسے ذبح کرنیکے لئے تیار ہو گئے۔ گویا

خدا تعالیٰ کے ایک حکم پر

سب کچھ قربان کر دیا جبکہ ایک عمل کے نتیجہ میں جنت حاصل ہو سکتی ہے۔ تو اسکے ثواب کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جسے اربوں جنتیں کا ثواب ملنا تھا۔ مگر وہ اس بیٹے کو قربان کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ گویا خدا کے لئے

اربوں جنتوں کو قربان

کرنے پر رضامند ہو گئے۔ پس جب انہوں نے ایسی عظیم الشان قربانی کی تو خدا تعالیٰ نے کہا ہم بھی اس دن کو ہمیشہ یاد رکھینگے۔ اور در حقیقت عید الاضحیٰ کے دن ہم اس قربانی کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ اور اس دن کو عید بنا کر خدا تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے۔ کہ یہ

خاص فضلوں کا دن

ہے۔ اس دن ہمارا افضل خاص جوش میں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس دن ابراہیم نے ہماری رضا کے لئے اسماعیل کے گلے پر چھری پھیرنی چاہی تھی۔

تو اللہ تعالےٰ کے حضور بڑی خدمات کو بڑے دنوں کے طور پر یاد رکھا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے

مسلمانوں کیلئے دو عیدیں

مقرر کی ہیں۔ اور اسلام کی ہر بات تمام زاویوں کے لحاظ سے مکمل ہوتی ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ قربانیاں دو قسم کی ہوتی ہیں یعنی

انفرادی اور قومی قربانیاں

ان دونوں کی یاد میں خدا تعالےٰ نے دو عیدیں رکھیں۔ عید الاضحیٰ انفرادی قربانی کی یاد ہے۔ اور عید الفطر قومی قربانی کی۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ بہت سے لوگوں نے ملکر ایک بڑا کام کیا ہے۔ اور ایک قوم کی قوم نے خدا تعالےٰ کے لئے اپنے آپ کو فاقوں میں ڈال دیا پس عید الاضحیٰ فردی قربانی کی عید ہے۔ اور عید الفطر قومی قربانی کی۔ ایک یہ بتاتی ہے۔ کہ اگر ساری قوم ملکر کوئی بڑا کام کرے۔ تو خدا تعالےٰ اسے نہیں بھلاتا۔ اور دوسری یہ سکھاتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ انفرادی قربانی کو بھی نہیں بھلاتا۔

رمضان اپنے اندر بڑی برکتیں رکھتا ہے۔ اور یہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی عید

ہے۔ کیا لطیف فرق ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کی قربانی میں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قربانی بڑی تھی۔ لیکن اس کے بدلہ میں کیا ملا۔ اس کی یاد اس طرح قائم کی گئی۔ کہ کھاؤ اور پیو۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے بدلے میں امت محمدیہ کے لئے بھی ایک قربانی رکھی گئی۔ اور وہ یہ کہ روزے رکھو۔ اور فاقے کرو۔ گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید قربانی میں ہی تھی۔ باقی انبیاء اپنی قربانیوں کے نتیجہ میں کھاتے پیتے تھے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اپنی اولاد کے لئے بھی صدقہ حرام فرما دیا۔ پس

رمضان آپؐ کی قربانی کی عید

ہے جس طرح عید الاضحیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی اور عید الفطر مسلمانوں کی قربانی کی عید ہے۔ اور

سب سے بڑی عید

رمضان کی عید ہی ہے۔ اگرچہ دوسری دو عیدیں بھی بڑی ہیں مگر ان سب سے بڑھکر رمضان ہے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی یاد کے لئے انسان کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے نزول سے بڑھکر اور کوئی عید نہیں ہوسکتی۔ ہر چیز کی خوشی اس کے فوائد کی مقدار کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر ایک چیز کے ہزار فائدے ہوں۔ اور دوسری کے لاکھ۔ تو لاکھ فوائد والی چیز ملنے پر پہلی سے بہت زیادہ خوشی ہوگی۔ چونکہ

سب سے بڑھکر نعمت قرآن کریم ہے

اس لئے جس وقت اس کا نزول ہوا۔ وہ نہایت ہی قیمتی اور بابرکت ہے۔ عید الفطر کا تو یہ مطلب ہے۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے تم نے ہمارے رسول کی خوشی میں خوشی منائی۔ آؤ اب ہم تمہاری خوشی میں خوشی مناتے ہیں۔ لیکن اصل عید رمضان ہی ہے۔ خوشی میں لوگ کیا کیا کرتے ہیں۔ یہی کہ ایک دوسرے کو عطیے دیتے۔ اور آپس میں احسان کرتے ہیں۔ اور حدیثوں میں آتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تمام وقتوں سے زیادہ صدقہ دیا کرتے اور احسان کیا کرتے تھے۔ ان دنوں میں آپ کے صدقہ دینے کی مثال

تیز آندھی کی طرح

ہوتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ آپؐ اسے عید سمجھتے تھے جس طرح تہواروں کے موقعہ پر بادشاہ اور رؤسا لوگوں کو عطیے دیتے ہیں۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں مخلوق کو پہلے سے بھی زیادہ فیض پہونچاتے تھے۔ کیونکہ آپ کی عید اسی میں تھی۔ کہ خدا تعالےٰ کے لئے اور بنی نوع کے لئے قربانی کریں۔

ان ایام میں ہم پر بعض ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔

یعنی پو پھٹنے سے لیکر تمام وہ عاقل بالغ جو بیمار نہ ہوں۔ بچے کمزور اور بوڑھے نہ ہوں۔ یا پھر حائضہ۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورتیں جو گو بیمار نہ ہوں۔ لیکن روزہ کی برداشت نہ کرسکتی ہوں۔ عام طور پر اکثر عورتوں کو حمل یا دودھ پلانے کی حالت میں غیر معمولی تکلیف کا امکان ہوتا ہے۔ یا پھر مسافر کے سوا باقی سب کے لئے غروب آفتاب تک روزہ رکھنا فرض ہے۔

شریعت کے تمام مسائل میں سہولت

ہوتی ہے۔ مگر سہولت کی بھی حد ہوتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو پسند فرمایا ہے۔ کہ جتنی دیر سے سحری کھائی جائے۔ اور جتنی جلدی افطار کیا جائے۔ اچھا ہے لیکن اس کے یہ معنے بھی نہیں۔ کہ دن کے روشن ہو جانے کے بعد۔ کھا پی لیا جائے۔ پھر کئی اس امر پر بحثیں کرتے رہتے ہیں۔ کہ روشنی کا ذرا سا شبہ ہو جانے پر بھی کھانا چھوڑ دینا چاہیئے۔ حالانکہ قرآن کریم نے یتبیّن لکم فرمایا ہے۔ جس طرح کسی کمزور نظر والے کا تبیّن کے بعد بھی نہ دیکھ سکنا اس امر کی دلیل نہیں۔ کہ ابھی تبیّن نہیں ہوا۔ اسی طرح کسی وہمی یا تیز نظر والے کا شک بھی اسے ثابت نہیں کرسکتا۔

یتبیّن لکم کے معنے

یہ ہیں۔ کہ جب قومی لحاظ سے عام طور پر لوگ کہیں۔ کہ تبیین ہوچکا ہے۔ اس وقت تک کھانا جائز ہے۔ اذان کی اس میں کوئی شرط نہیں۔ یہ صرف وہمیوں کے لئے ہے۔ مجھے اس دفعہ کے جلسہ سالانہ کی تقریروں میں سے

ایک بزرگ صحابی کی تقریر

میں یہ بات پڑھکر سخت تعجب ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کے بعد کھانا پینا ترک کر دیتے تھے۔ حالانکہ قرآن۔ حدیث فقہ اور عقل کے مطابق اذان کوئی دلیل نہیں۔ اور تبیین کی کوئی علامت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اذان کو تبیّن کی علامت بنانے کی کوشش ضرور کرتے تھے۔ چونکہ لوگ عام طور پر اندر گھروں میں ہوتے ہیں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم احتیاط کے طور پر کوشش فرماتے تھے۔ کہ اذان ایسے وقت پر ہو۔ جب تبیین ہو جائے۔ لیکن اذان بجائے خود تبیین کی کوئی دلیل نہیں۔ یہ ان صاحب کی

غلط فہمی

ہے۔ جنہوں نے کہا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اذان پر کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے۔ اگرچہ میں اس وقت بچہ تھا۔ لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ کسی نے اذان قبل از وقت دیدی۔ تو آپ نے اس کے بعد خود بھی کھایا۔ گھر میں سب کو کھلایا۔ اور فرمایا۔ کہ باہر بھی کہلوا دو۔ کہ اذان پہلے ہو گئی ہے۔ ابھی کھانے پینے کا وقت ہے اگر یہ صحیح ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اذان سنکر کھانا پینا چھوڑ دینا ضروری سمجھتے تھے۔ تو اس سنت پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ اگر کوئی بے وقوف تین بجے ہی اذان دیدے۔ تو سب لوگ کھانا پینا چھوڑ دیں۔ مگر اس سے اذان کا تعلق نہیں۔

سحری ختم ہونے کا تعلق

تبیّن سے ہے۔ اور چونکہ ہر ایک گھر میں بیٹھا ہوا تبیین نہیں دیکھ سکتا۔ اس لئے محلہ یا شہر یا گاؤں کے جو بزرگ ہوں۔ انہیں کوشش کرنی چاہئے۔ کہ اذان ایسے وقت ہو۔ جب پوری طرح تبیّن ہو جائے۔ مجھے اس وقت پوری طرح تو یاد نہیں۔ خیال ہے کہ غالباً رمضان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی

نابینا کو مؤذن

مقرر فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ مختلف لوگوں سے پوچھنے کے بعد اذان دے سکتا۔ پھر یہ بھی حکم ہے۔ کہ

افطار میں جلدی

کی جائے۔ اس میں بھی بعض لوگ سختی سے کام لیتے ہیں۔ سورج جب ہماری نظروں سے غائب ہوتا ہے۔ اس سے آٹھ منٹ قبل ڈوب چکا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی روشنی ہم تک آٹھ منٹ میں پہونچتی ہے۔ مگر شریعت نے چونکہ ظاہر پر احکام کی بنیاد رکھی ہے

اس لئے نظر سے غائب ہونے کے بعد افطاری کا حکم دیا۔ اور اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کہ نظروں سے غائب ہونے سے آٹھ منٹ قبل وہ ڈوب چکا ہوتا ہے۔ غروب ہونے کے بعد مزید احتیاط کی ضرورت نہیں رہتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افطار میں دیر کرنا

قومی تباھی کے آثار

میں سے بیان فرمایا ہے۔ اس لئے دیر نہ کرنی چاہیئے۔ دیر کرنا وہم اور بیماری ہے۔ نیکی نہیں

انسان اگر

مسافر یا بیمار

ہو۔ تو روزہ نہ رکھے۔ آج تک اس امر پر بحثیں ہوتی رہی ہیں۔ کہ سفر کسے کہتے ہیں۔ لوگوں نے

سفر کا اندازہ

لگانے میں غلطیاں کی ہیں۔ سفر تو خود ہی ظاہر ہوتا ہے۔ پھر بیماری کے بارہ میں غلطی لگ سکتی ہے۔ بعض دفعہ انسان زیادہ بیمار نظر آتا ہے مگر خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہوتا ہے۔ کہ موقعہ پر اسے توفیق مل جاتی ہے۔ گذشتہ رمضان سے پہلے مجھے اس قدر ضعف تھا۔ کہ میں سمجھتا تھا۔ شاید روزے نہ رکھ سکوں۔ لیکن جب رکھنے شروع کئے۔ تو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ بلکہ بدن میں طاقت آگئی۔ لیکن اب کے کھانسی قریباً اچھی ہو چکی تھی۔ اور اس خیال سے کہ اب نہیں ہوگی۔ میں نے پہلا روزہ بھی رکھ لیا۔ مگر اس سے کھانسی بہت بڑھ گئی ہے۔ اور بعض اوقات بہت زیادہ تکلیف ہو جاتی ہے۔ حالانکہ میرا خیال تھا۔ اس سال صحت ایسی ہے۔ کہ میں روزے رکھ سکوں گا۔ لیکن رکھنے سے سخت تکلیف ہوئی۔ اس طرح تندرستی کے خیال کے ماتحت بیمار کا روزہ رکھنا معذوری میں داخل ہے۔ لیکن جو سمجھتا ہو۔ کہ میں بیمار ہوں۔ اور پھر روزہ رکھے۔ وہ گناہ کرتا ہے۔ اور

خودکشی کا مرتکب

ہوتا ہے۔ اسی طرح مسافر کو بھی روزہ نہیں رکھنا چاہیئے مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصر کے وقت جبکہ افطاری میں بہت تھوڑا وقت باقی تھا۔

مسافروں کے روزے

افطار کرا دیئے تھے۔ ہاں نفلی روزہ مسافر بھی رکھ سکتا ہے۔ اور رمضان کا روزہ بھی اگر مسافر رکھے۔ تو یہ اس کا نفلی روزہ سمجھا جائیگا مگر یہ حرکت پسندیدہ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے جو رخصت دی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ پھر اس مہینہ میں

صدقہ وخیرات

زیادہ کرنی چاہیئے۔ جو لوگ بوجہ معذوری روزہ نہ رکھ سکیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ جو کھانا وہ گھر میں کھاتے ہوں۔ ویسا ہی ایک آدمی کو کھلا دیں اور اگر استطاعت ہو۔ تو خواہ خود روزہ رکھیں۔ تو بھی محتاج کو کھانا کھلانا چاہیئے۔ ان دنوں میں اپنے

غریب بھائیوں کی امداد

کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ روزہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ دیکھو تمہیں اس عارضی فاقہ کشی سے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے غور کرو ان لوگوں پر کیا گذرتی ہوگی۔ جنہیں روز ہی فاقہ ہوتا ہے پس ان دنوں میں خصوصیت سے یہ بات یاد دلائی گئی ہے۔ کہ

غرباء کا خاص خیال

رکھنا چاہیئے۔ مگر اب کچھ ایسی رسم ہو گئی ہے۔ کہ روزہ ایسے طور پر رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس سے قطعاً

کسی قسم کی تکلیف

نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے ملک میں

روزے خوید کا کام

دیتے ہیں۔ جس طرح گھوڑے کو خوید دی جاتی ہے۔ جس سے وہ موٹا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رمضان میں لوگ اتنا کھاتے ہیں۔ کہ بجائے کوئی تکلیف محسوس کرنے کے اور موٹے ہو جاتے ہیں گھی۔ دودھ اور مقوی اغذیات خوب کھاتے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ عمدہ اور مقوی چیزیں نہ کھائی جائیں۔ صحت کے لئے جتنا ضروری ہو۔ ضرور کھائیں۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ

روزہ روزہ کیلئے

ہے۔ اگر کوئی شخص صبح وشام اتنا کھالے۔ کہ تخمہ ہو جائے اور صحت وروحانیت کو فائدہ کی بجائے نقصان پہنچ جائے یا غرباء کی کوئی امداد کرسکنے کی بجائے خود مقروض ہو جائے۔ تو ایسا رمضان اس کیلئے کوئی اچھا رمضان نہیں ہوسکتا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی لولا لنگڑا بکرا قربان کردے حالانکہ ایسا بکرا قربانی میں نہیں کیا جاتا۔

پس ان دنوں خیرات زیادہ کرو۔ عبادات زیادہ کرو۔ اور جو معذور نہ ہوں۔ وہ روزے رکھیں پھر

قومی طور پر

دیکھا جائے۔ کہ رمضان سے احباب کما حقہٗ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یا نہیں۔ میں نے ایک رمضان میں ایک خطبہ میں کہدیا تھا کہ طالب علم چونکہ ابھی ایسی حالت میں ہوتے ہیں۔ کہ ان کے

جسم کی نشوونما کا زمانہ

ہوتا ہے۔ اور خصوصاً امتحان کے دنوں میں انہیں بہت دماغی محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے وہ معذور ہیں۔ اس پر مجھے کئی رقعے اور خطوط آئے۔ کہ آپ نے طلباء کے لئے روزے نہ رکھنے کا دروازہ کھول دیا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ جس دین پر بغیر سوچے سمجھے اندھا دھند عمل کیا جائے۔ وہ دین نہیں بلکہ

محض ایک رسم

ہے۔ قرآن میں صرف بیمار اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز قرار دیا ہے۔ دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کیلئے کوئی ایسا حکم نہیں بجز رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں

بیمار کی حد میں

رکھا ہے۔ اسی طرح وہ بچے بھی بیمار کی حد میں ہیں جن کے اجسام ابھی نشوونما پا رہے ہیں۔ خصوصاً وہ جو امتحان کی تیاری میں مصروف ہوں۔ ان دنوں ان کے دماغ پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے۔ کہ بعض پاگل ہو جاتے ہیں۔ کئی ایک کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ پس اس کا کیا فائدہ ہے۔ کہ ایک بار روزہ رکھ لیا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک چھوٹی عمر کے بچہ کو روزہ رکھوایا گیا۔ جس سے وہ سخت تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔ مگر اسے مجبور کیا گیا۔ کہ کچھ نہ کھائے پیئے۔ ادھر افطاری کے لئے بڑے زور وشور کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ دور ونزدیک سے لوگ جمع ہو رہے تھے۔ لیکن جب اذان ہوئی۔ تو اس غریب نے جان دیدی۔ یہ کوئی دین یا ثواب کا کام نہیں بلکہ

عذاب اور وبال

ہے۔ دین وہی ہے۔ جو

عقل کے مطابق

ہو۔ ہمارا کام ہے۔ کہ نگرانی کریں۔ اور صحیح راستہ لوگوں کو بتائیں اگر ہمارے الفاظ سے کسی کو غلطی لگتی ہے۔ اور ان سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ تو وہی زبان پھر بھی موجود ہے۔ دوسری بار اس غلطی کو دور کیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ کسطرح جائز ہو سکتا ہے۔ کہ لوگ اپنی اپنی شریعت بنالیں۔ اور ہم زبان بند رکھیں۔ اس خیال سے کہ ہمارے الفاظ سے کسی کو غلط فہمی نہ ہو جائے۔

پس دین کو رسم نہ بناؤ۔ دین نے جو سختیاں اور سہولتیں اور جو درمیانی راستے بتائے ہیں۔ انہیں کھول کھول کر بیان کرو۔ اور جن کو ٹھوکر لگ جائے۔ انہیں پھر سمجھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے

انبیاء اور مامورین کا سلسلہ

اسی لئے قائم کیا ہے۔ کہ لوگوں کی

غلطیوں کی اصلاح

ہو۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب جماعت اس مہینہ کا وہی اعزاز کریں گے۔ جس کا یہ مستحق ہے۔ اور انہیں شرائط کے ساتھ کریں گے جو شریعت نے مقرر کی ہیں۔ دین کے بارہ میں نہ تو وہ نرمی اختیار کریں گے۔ جو ایسے لوگوں نے اس میں داخل کردی ہے۔ جو الحاد کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور نہ وہ سختیاں قبول کریں گے جن سے دین ایک رسم بن کر رہ گیا ہے۔ بلکہ

درمیانہ راستہ

اختیار کریں گے۔

ہندوستان کے آئندہ نظام حکومت کے متعلق وزیر اعظم کا اعلان

اہل ہند کو کیا دیا جائیگا

وزیر اعظم برطانیہ نے ہندوستان میں حکومت کی پالیسی کے متعلق گول میز کانفرنس کے آخری اجلاس میں حسب ذیل اعلان کیا:- (ایڈیٹر)

حکومت کی رائے میں حکمرانی ہند کی ذمہ داری مرکزی مجالس مقننہ اور صوبجاتی مجالس مقننہ کے حوالے کر دی جائے۔ لیکن مستثنیات کا انتظام ضروری ہے۔ تاکہ اختیارات منتقل ہونے کے دوران میں بعض واجبات کی بجا آوری متعین ہو جائے نیز دوسرے خاص حالات کا مقابلہ کیا جا سکے۔ علاوہ بریں ان تحفظات کا انتظام ضروری ہے۔ جن کا مطالبہ اقلیتیں اپنے سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے کر رہی ہیں۔ اختیارات منتقل ہونے کے دوران میں ضروریات کے لحاظ سے جن تحفظات کا آئینی طور پر بندوبست کیا جائیگا۔ ان میں ملک معظم کی حکومت اس امر کا سب سے بڑھکر خیال رکھے گی۔ کہ محفوظ اختیارات کو اس طریق پر وضع کیا جائے۔ اور اس رنگ میں ان کا استعمال ہو۔ کہ جدید دستور کے ماتحت ہندوستان کو کامل و مکمل ذمہ دارانہ حکومت تک پہونچنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔

ترکیبی نظام حکومت

حکومت یہ اعلان کرتے وقت اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ مجوزہ دستور کو کامیاب طریق پر چلانے کی بعض بنیادی شرطوں کا قطعی طور پر تصفیہ نہیں ہوا۔ لیکن حکومت کی رائے ہے۔ کہ یہاں جو کام انجام پا چکا ہے۔ اس کی وجہ سے ہم ایسے مرحلے پر پہونچ گئے ہیں۔ جس میں اس اعلان کے بعد مزید گفت و شنید کے کامیاب ہونے کی امید ہے۔ حکومت نے اس بات کو نوٹ کر لیا ہے۔ کہ کانفرنس کی ساری کارروائی اس بنیاد پر ہوتی رہی ہے۔ کہ ہندوستان کے آئندہ دستور کی وضع و ہیئت ترکیبی (فیڈرل) ہو گی۔ جس میں برطانوی ہند اور ہندوستانی ریاستیں دونوں شامل ہونگے۔ مرکز میں دو ایوان ہونگے۔ اس بنیاد کو تمام جماعتوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ جدید فیڈرل حکومت کی حقیقی وضع و ہیئت اس وقت ظاہر ہو گی۔ جبکہ والیان ریاستہائے ہند اور برطانوی ہند کے نمائندوں کے ساتھ مزید مبادلہ خیالات ہو چکے گا۔

ریاستوں کی حیثیت

فیڈرل حکومت کی تحویل میں جو مضامین دیئے جائینگے۔ ان کے متعلق بھی مزید بحث و تمحیص ضروری ہے۔ اس لئے کہ ریاستوں کے معاملات میں فیڈرل حکومت کو صرف اسی حد تک اختیار ہوگا۔ جس حد تک ریاستیں فیڈریشن (نظام ترکیبی) میں داخل ہونے سے قبل بہ رضا و رغبت منظور کر لیں گی۔ ہندوستانی ریاستوں کو فیڈرل حکومت سے جو تعلق ہوگا۔ وہ اس بنیادی اصول پر مبنی ہوگا۔ کہ جن امور کو ریاستوں نے فیڈرل حکومت کے حوالے نہیں کیا۔ اس کے ضمن میں ان کے تعلقات وائسرائے کی وساطت سے تاج برطانیہ کے ساتھ ہونگے۔

محکمہ خارجہ اور فوج

اگر مرکزی مجلس وضع قوانین نظام ترکیبی کے اصول پر بنے گی۔ تو ملک معظم کی حکومت ہیئت حاکمہ یعنی ایگزیکٹو مجلس وضع قوانین کے روبرو ذمہ دار بنانے کا اصول تسلیم کر لیگی۔ بہ حالات موجودہ محکمہ خارجہ اور محکمہ دفاع یعنی فوج گورنر کے قبضے میں رہیں گے۔ اور ان محکموں کے انتظام کے لئے جو اختیارات ضروری ہونگے۔ وہ اس کے حوالے کر دیئے جائینگے۔ علاوہ بریں گورنر جنرل کو چونکہ ہر حالت میں سلطنت کے اندر امن قائم رکھنے کے قابل ہونا چاہئے۔ نیز ضروری ہے۔ کہ اقلیتوں کے آئینی اختیارات کی حفاظت کا اہل ہو۔ اس غرض سے مذکورہ بالا مقاصد کے لئے اُسے ضروری اختیارات دیئے جانے چاہئیں۔

محکمہ مالیات

مالی ذمہ داری کو منتقل کرنے کے ساتھ ضروری ہے۔ کہ ان واجبات کی بجا آوری کے متعلق تیقن حاصل کیا جائے جو وزیر ہند کے نام پر قبول کئے گئے۔ نیز ضروری ہے۔ کہ ہندوستان کی مالی استحکام اور ساکھ کو ہر نقصان سے محفوظ رکھا جائے۔ فیڈریشن کمیٹی کی رپورٹ میں اس معاملے کے متعلق انتظامات کے طریقے بتا دیئے گئے ہیں۔ جن میں ریزرو بنک جدید قرضوں کا انتظام اور تبادلہ کی پالیسی بھی شامل ہیں۔ ضروری ہے۔ کہ جدید دستور میں ان امور کا بندوبست کیا جائے۔ مالی اعتماد کے قیام کے لئے ناگزیر ہے۔ کہ ہندوستان کی تمام جماعتیں ان تحفظات کو قبول کریں۔ ان تحفظات کے بعد حکومت ہند کو کامل مالی اختیارات حاصل ہونگے۔ وہ مالیہ کی وصولی اور منتقلہ محکموں کے خرچ میں ہر طرح آزاد ہوگی۔

مرکز میں دوعملی

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بہ حالات موجودہ مرکزی مجلس وضع قوانین اور مرکزی ہیئت حاکمہ (ایگزیکٹو) میں بعض اختیارات سے دوعملی کا رنگ پیدا ہو جائے گا۔ فی الحال بعض اختیارات کا محفوظ رکھا جانا ضروری ہے۔ اور اکثر آزاد نظامہائے حکومت کے نشوو ارتقا میں اس قسم کے تحفظات کی مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن اس امر کا خاص لحاظ رکھا جانا ضروری ہے۔ کہ ان اختیارات کے استعمال کی ضرورت پیش نہ آئے۔ مثلاً یہ بالکل نامناسب ہوگا۔ کہ وزراء اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کے لئے گورنر جنرل کے اختیارات پر بھروسہ کریں۔ اس طرح ان اختیارات کو معرض عمل میں لانے سے جنہیں محض محفوظ پڑا رہنا چاہئے۔ ذمہ دار حکومت کی نشوو ارتقا کا مقصد فوت ہو جائیگا۔

صوبوں کو خود اختیاری حکومت

صوبوں کی حکومتیں کامل ذمہ داری کے اصول پر وضع ہونگی ان حکومتوں کے تمام وزراء مجالس وضع قوانین کے ارکان سے منتخب ہونگے۔ اور انہیں مشترکہ طور ذمہ دار سمجھا جائے گا۔ صوبجاتی مضامین کو اس انداز پر مرتب کیا جائیگا۔ کہ انہیں زیادہ سے زیادہ خود اختیاری حکومت مل جائے۔ فیڈرل یا مرکزی حکومت کے اختیارات صرف انہی امور تک محدود ہونگے۔ جنہیں فیڈرل قرار دیا جائیگا۔ گورنروں کو کم سے کم خاص اختیارات دیئے جائیں۔ اور وُہ بھی محض اس غرض کے لئے کہ خاص حالات میں امن قائم رکھ سکیں۔ نیز اقلیتوں کے آئینی حقوق کی حفاظت کر سکیں۔

فرقہ وار سمجھوتے کی ضرورت

حکومت کی رائے میں صُوبوں میں ذمہ دار حکومتوں کا انتظام ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے۔ کہ مجالس وضع قوانین کے ارکان کی تعداد بڑھا دی جائے۔ نیز حق رائے دہی کو وسیع کر دیا جائے۔ دستور کی ترتیب کے وقت حکومت سیاسی نمائندگیوں کے انتظام کے علاوہ مختلف اقلیتوں کے تحفظات کا آئینی طور پر بندوبست کر دیگی۔ تاکہ مذہب۔ نسل۔ عقائد اور ذات پات کے اختلافات شہری حقوق سے محرومی کے ذرایع نہ بن سکیں۔ حکومت کی رائے میں مختلف اقوام کا فرض ہے۔ کہ وُہ اقلیتوں کی سب کمیٹی کے پیش کردہ معاملات کے متعلق اپنے طور پر مفاہمت کا بندوبست کریں۔ گفت و شنید کے ذریعہ سے مفاہمت ہو جانی چاہئے۔ حکومت بدستور مفید مشوروں سے امداد دیتی رہے گی۔

اس لئے کہ وُہ محض یہی نہیں چاہتی۔ کہ جدید دستور جلد سے جلد معرض عمل میں آجائے۔ بلکہ یہ بھی چاہتی ہے۔ کہ اس دستور کا آغاز متعلقہ اقوام کے باہمی اعتماد اور ایک دوسری کی بہی خواہی کے ساتھ ہو۔

التوا کار کے وجوہ

مختلف سب کمیٹیاں ہندوستان کے حالات کے مطابق دستور بنانے کے اہم اصول کی چھان بین کرتی رہی ہیں۔ دستور کے ڈھانچہ کے لئے بہت سا مواد فراہم ہو گیا ہے۔ جن امور کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ وُہ بھی مفاہمت کے قریب پہونچے ہوئے ہیں۔ لیکن حکومت کی رائے میں کانفرنس کی حقیقی حیثیت کے لحاظ سے نیز وقت کی قلت کے لحاظ سے مناسب ہے۔ کہ اس مقام پر کام کو ملتوی کر دیا جائے۔ تاکہ انجام دیئے ہوئے کام کے متعلق اہل ہند کی آراء حاصل کی جاسکیں۔ اور پیش نظر مشکلات کے ازالہ کی صورتیں سوچی جاسکیں۔ حکومت ان تجاویز پر بلا تامل غور کرے گی۔ جو ہمارے تعاون کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہونگی۔ تاکہ انجام دیئے ہوئے کام کے نتائج جدید دستور ہند میں شامل ہو جائیں۔ اگر اس اثناء میں ان لوگوں نے جو اس وقت سول نافرمانی میں مصروف ہیں۔ وائسرائے کی اپیل پر توجہ کی۔ اور اس اعلانِ عام اصول کی بناء پر تعاون کی خواہش ظاہر کی۔ تو ان کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کی تدابیر اختیار کی جائیں گی۔

اظہار استحسان

وزیر اعظم نے آخر میں حکومت کی طرف سے مندوبین کی خدمات پر دلی استحسان کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ ذاتی میل جول اختلافات اور غلط فہمیوں کے ازالہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ ملک معظم کی حکومت ایسی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔ کہ جدید دستور پارلیمنٹ میں منظور ہو جائے۔ اور دونوں ملکوں کے باشندوں کی نیک خواہشات کے ساتھ معرض عمل میں آئے۔

ایک مناسب موقعہ مکان

جلسہ کے موقعہ پر ایک مکان واقعہ سڑک بہشتی مقبرہ کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور بعض احباب نے اس کے لینے کے لئے فرمایا تھا مگر میں بیمار ہونے کے باعث ان دوستوں سے مل نہ سکا۔ اس لئے جو دوست وُہ مکان لینا چاہتے ہیں۔ وُہ اب مجھ سے خط و کتابت فرما سکتے ہیں۔ یہ مکان ۱۲ یا ۱۳ مرلہ زمین پر ہے۔

(عبد المغنی ناظر بیت المال)

سکرٹریان تعلیم و تربیت توجہ کریں

احباب کو یاد ہوگا۔ کہ جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء کے موقعہ پر مسجد اقصیٰ میں سکرٹریان تعلیم و تربیت نے اکٹھے ہو کر تعارف باہمی کے بعد اپنے صیغہ کے طریق کار کے متعلق غور کیا تھا۔ اور یہ تجویز کی تھی۔ کہ کام کو ضبط میں لانے کے لئے اور باقاعدہ کرنے کے لئے ایک رجسٹر بنایا جائے۔ جن کے ذریعہ سے مقامی سکرٹری اپنے کام کی ہر شق کو مدنظر رکھکر اپنی کوشش کا ریکارڈ رکھ سکیں اور نظارت تعلیم و تربیت بھی دیکھ سکے۔ کہ کہاں تک ہر جماعت نے اپنے فرض کو سرانجام دیا ہے۔ اس کے متعلق میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس تجویز کے ماتحت میں نے رجسٹر تیار کروا لیا ہے۔ جہاں جہاں سکرٹریان تعلیم و تربیت مقرر ہوں۔ انہیں چاہئے۔ کہ وہ مجھے لکھیں۔ تا انہیں وُہ رجسٹر بھیج دیا جائے۔ اور نئے سال سے نظارت ہذا کا کام ایک حد تک ضبط میں آجائے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب فوراً اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور رجسٹر کو سمجھکر اسے باقاعدہ رکھنے کی کوشش کریں گے۔ والسلام (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

امداد نو مسلمین کیلئے احمدی زمیندار توجہ فرمائیں

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کے ماتحت مرکز سلسلہ قادیان دارالامان کے قرب و جوار کے دیہات سے ڈیڑھ دو ماہ کے عرصہ کے اندر اندر ۳۲ خاندان چوہڑوں اور مذہبی سکھوں کے مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ جن کے افراد کی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔ اور ایک ایسی رو چل پڑی ہے۔ کہ جس کے ماتحت بعض اور دیہات کے بھی چوہڑے اور مذہبی سکھ قبول اسلام کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ وُہ بھی عنقریب اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دینگے۔ مگر جو لوگ اس وقت تک مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ ان کو ان کے دیہات میں تکلیف ہو رہی ہے۔ اور ان کے معاش کا بھی کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ معزز احمدی زمیندار جن کو زرعی اراضیات کی کاشت کے لئے کاشتکاروں کی ضرورت ہو۔ وُہ ان نو مسلموں کو اپنے ہاں بلا کر کاشت کے لئے انہیں زمینیں دیں۔ اس طرح ان غریب نو مسلموں کی امداد بھی ہو جائے گی۔ اور وُہ تکالیف سے بچ کر اپنے احمدی بھائیوں کی زیر نگرانی دینی و دنیوی ترقی بھی کر سکیں گے۔ اور ہمیں اس بات کا خطرہ نہیں رہیگا۔ کہ بعض ان میں سے مصائب میں محصور ہو کر پھر ارتداد کی راہ اختیار کر لینگے۔ اس لئے جن احمدی زمیندار دوستوں کو کاشتکاروں کی ضرورت ہو۔ وُہ نظارت دعوۃ و تبلیغ سے خط و کتابت فرمائیں لیکن یہ بہتر ہوگا۔ کہ ایک جگہ کم سے کم ایک درجن کے قریب خاندان جاکر آباد ہوں۔ کیونکہ اس طرح ان کی باہمی رشتہ داری کی مشکلات بہت حد تک دور ہو جائیں گی۔ اور ہم ایسے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک امام اور معلم بھی دے سکینگے۔

ایک صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ وُہ بیس خاندان ایک علاقہ میں آباد کرینگے۔ اسی طرح اگر دیگر صاحب ثروت احمدی زمیندار جلد توجہ کر کے مجھے اطلاع دینگے۔ کہ وُہ کس قدر خاندان اپنی زیر نگرانی لے سکتے ہیں۔ اور کس قدر زمین ان کو زراعت کے لئے دے سکتے ہیں۔ اور کس شرائط پر۔ تو میں مشکور ہونگا۔ یہ بھی لکھیں۔ کہ زمین چاہی ہے۔ یا بارانی۔ یا نہری۔ اور کہاں ہے۔ غرض مفصل اطلاع آنی چاہئے تاکہ خط و کتابت میں وقت ضایع نہ ہو۔ اور ان نو مسلمین کو ان کے موجودہ حالات و مشکلات سے جلد نکالا جا سکے۔ اس بات کی وضاحت کر دینی ضروری ہے۔ کہ فصل کے پختہ ہونے تک ان لوگوں کے تمام اخراجات زمیندار کے ذمہ ہونگے۔ جو بعد میں آمد فصل سے وضع کئے جا سکتے ہیں۔ (فتح محمد سیال)

نظارت امور عامہ کے اعلان

(۱)

مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء میں طے ہوا تھا۔ کہ غیر احمدیوں کی لڑکیاں نہ لی جائیں۔ تین سال کے بعد پھر غور کیا جائے۔ لہذا میں جمیع امراء جماعت نیز سکرٹریان جماعت سے استدعاء کرتا ہوں۔ کہ وُہ اپنی آراء سے مطلع فرمائیں۔ کہ آیا اس قانون کا جاری رکھنا ضروری ہے۔ یا اس میں نرمی کی جاسکتی ہے۔

(۲)

منشی علی بخش صاحب کا جو کہ فرید آباد چک ۱۱ ج ب ضلع لائل پور میں ڈپٹی غلام فرید صاحب کے مختار رہ چکے ہیں۔ پتہ درکار ہے۔ بٹالہ یا امرتسر کے باشندہ ہیں۔ سُنا گیا ہے۔ کہ علاقہ سندھ میں کہیں ملازم ہیں۔ جس دوست کو علم ہو۔ وُہ دفتر امور عامہ میں اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء پر بیعت کرنیوالوں کی فہرست

نمبر	نام	مقام
۱	شیخ محمد یوسف صاحب	لاہور
۲	میاں مختار احمد صاحب	ہوشیارپور
۳	بشیر احمد خان صاحب	لاہور
۴	سید شمشیر علی صاحب	〃
۵	رشید محمد خان صاحب	بہاولپور
۶	محمد ابراہیم صاحب	جہلم
۷	عبدالرحیم صاحب	〃
۸	خواجہ عبدالحمید صاحب	لاہور
۹	شیخ ظہور الدین صاحب وکیل	ضلع امرتسر
۱۰	مرزا بشیر احمد صاحب	〃 گورداسپور
۱۱	کرم الٰہی صاحب	〃 گوجرانوالہ
۱۲	عبداللہ صاحب	〃 〃
۱۳	محمد ابراہیم صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۴	قمر الدین صاحب	〃 لائل پور
۱۵	محمد عیسےٰ صاحب	〃 〃
۱۶	محمد عمر صاحب	〃 〃
۱۷	محمد الیاس صاحب	〃 〃
۱۸	ولی محمد صاحب	〃 〃
۱۹	برکت علی صاحب	〃 گورداسپور
۲۰	عبدالکریم صاحب	〃 پشاور
۲۱	امام الدین صاحب	〃 گوجرانوالہ
۲۲	غلام محمد صاحب دفعدار	〃 منٹگمری
۲۳	عبدالغنی صاحب	〃 جالندھر
۲۴	عبدالرحیم صاحب	〃 〃
۲۵	حسین بخش صاحب	〃 شاہپور
۲۶	بشیر احمد صاحب	〃 گورداسپور
۲۷	امید علی خان صاحب	〃 جالندھر
۲۸	عبداللطیف صاحب	〃 〃
۲۹	محمد منصف صاحب	〃 ہوشیارپور
۳۰	نظام الدین صاحب	〃 〃
۳۱	غلام جیلانی خان صاحب	〃 〃
۳۲	محمد رمضان صاحب	〃 جالندھر
۳۳	چوہدری کلیم اللہ صاحب	〃 〃
۳۴	محمد سلیمان خان صاحب	〃 ہوشیارپور
۳۵	حافظ محمد اشرف صاحب	ضلع شاہپور
۳۶	ماسٹر محمد فضل الٰہی صاحب	〃 〃
۳۷	محمد حیات خان صاحب	〃 〃
۳۸	حبیب اللہ خان صاحب	〃 گجرات پنجاب
۳۹	محمد رمضان صاحب	〃 〃
۴۰	فضل الرحمن صاحب	〃 امرتسر
۴۱	حبیب اللہ صاحب	گوجرانوالہ
۴۲	محمود احمد صاحب	فیروزپور شہر
۴۳	سردار احمد صاحب	ضلع شیخوپورہ
۴۴	چوہدری فتح محمد صاحب	〃 〃
۴۵	اللہ دتا صاحب	〃 لاہور
۴۶	عبدالغنی صاحب	〃 〃
۴۷	غلام محمد صاحب	〃 شیخوپورہ
۴۸	چوہدری برکت علی صاحب	〃 منٹگمری
۴۹	سید داؤد احمد صاحب	〃 ہوشیارپور
۵۰	اللہ دتا صاحب	〃 گوجرانوالہ
۵۱	علی محمد صاحب	〃 لائلپور
۵۲	طالع منہ صاحب نمبردار	〃 گورداسپور
۵۳	محمد الدین صاحب	بہاولپور سٹیٹ
۵۴	قاضی احسان الٰہی صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۵۵	چوہدری خدابخش صاحب	〃 امرتسر
۵۶	محمد اسماعیل صاحب	〃 〃
۵۷	شمس الدین صاحب	〃 گوجرانوالہ
۵۸	قاضی علی محمد صاحب	گوجرانوالہ
۵۹	احمد دین صاحب	ضلع ملتان
۶۰	عزیز احمد صاحب	〃 〃
۶۱	میاں غلام حسین صاحب	〃 گوجرانوالہ
۶۲	عزیز الدین صاحب	〃 امرتسر
۶۳	محمد علی صاحب	ضلع گورداسپور
۶۴	شکر الدین صاحب	〃 〃
۶۵	فضل الدین صاحب	〃 〃
۶۶	رمضان دین صاحب	〃 〃
۶۷	محمد ابراہیم صاحب	〃 شیخوپورہ
۶۸	غلام حسن صاحب	〃 گجرات پنجاب
۶۹	عبدالکریم صاحب	ضلع ڈیرہ غازیخان
۷۰	سردار خان صاحب	〃 سیالکوٹ
۷۱	محمد شفیع صاحب	〃 〃
۷۲	لال دین صاحب	〃 〃
۷۳	رحمت علی صاحب	〃 〃
۷۴	گوہر علی صاحب	〃 〃
۷۵	محمد شفیع صاحب	〃 〃
۷۶	عمر دین صاحب	〃 〃
۷۷	غلام حیدر صاحب	〃 〃
۷۸	دین محمد صاحب	〃 〃
۷۹	سردار علی شاہ صاحب	〃 گجرات پنجاب
۸۰	نور داد صاحب	〃 〃 〃
۸۱	میاں عزیز محمد صاحب	〃 اٹک
۸۲	فضل الدین صاحب	〃 گجرات
۸۳	نذیر حسین صاحب	〃 لائلپور
۸۴	عبدالغنی صاحب	〃 〃
۸۵	محمد حسین صاحب	〃 امرتسر
۸۶	تاج محمد صاحب	〃 〃
۸۷	محمد علی صاحب	〃 〃
۸۸	فضل احمد صاحب	〃 گوجرانوالہ
۸۹	محمد صادق صاحب	〃 سیالکوٹ
۹۰	روڑا صاحب	〃 〃
۹۱	محمد بشیر صاحب	〃 〃
۹۲	برکت علی صاحب	〃 〃
۹۳	اللہ دتا صاحب	〃 〃
۹۴	قاسم علی صاحب	〃 〃
۹۵	دیوان صاحب	〃 〃
۹۶	محمد خان صاحب	〃 〃
۹۷	قائم دین صاحب	〃 〃
۹۸	اللہ بخش صاحب	〃 〃
۹۹	تاج دین صاحب	〃 〃
۱۰۰	چراغ دین صاحب	〃 〃
۱۰۱	محمد محبوب صاحب	حیدرآباد دکن
۱۰۲	محمد ابراہیم صاحب	〃
۱۰۳	شیخ میران صاحب	〃
۱۰۴	عبدالسبحان صاحب	〃
۱۰۵	محمد صاحب	ضلع گجرات
۱۰۶	فضل داد صاحب	〃 〃
۱۰۷	محمد حسین صاحب	〃 〃
۱۰۸	محمود احمد صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۰۹	شیخ عبداللہ صاحب	حیدرآباد دکن
۱۱۰	کریم بخش صاحب	ضلع ملتان
۱۱۱	عبدالکریم صاحب	〃 〃
۱۱۲	رمضان صاحب	〃 〃
۱۱۳	چمن دین صاحب	〃 فیروزپور
۱۱۴	منشی احمد خان صاحب	〃 کیمل پور
۱۱۵	حیات محمد صاحب	〃 〃
۱۱۶	سعد اللہ خاں صاحب	〃 〃
۱۱۷	کرم دین صاحب	امرتسر
۱۱۸	رحمت علی صاحب	〃 فیروزپور
۱۱۹	محمد عالم صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۲۰	قادر بخش صاحب	〃 〃
۱۲۱	ابراہیم صاحب	〃 لائلپور
۱۲۲	علی محمد 〃	〃 کیمل پور
۱۲۳	علی محمد صاحب	〃 فیروزپور
۱۲۴	غلام حسین صاحب	〃 گورداسپور
۱۲۵	عبدالغنی صاحب	〃 〃
۱۲۶	فضل دین صاحب	〃 فیروزپور
۱۲۷	چراغ الدین صاحب	〃 شیخوپورہ
۱۲۸	عبدالحفیظ صاحب	پشاور
۱۲۹	علی محمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۳۰	محمد احمد صاحب	〃 اٹک
۱۳۱	جان محمد صاحب	〃 فیروزپور
۱۳۲	گودھی صاحب	〃 〃
۱۳۳	ننھے خاں صاحب	〃 سرگودہا
۱۳۴	احمد خاں صاحب	〃 کیمل پور
۱۳۵	غلام محمد صاحب	〃 فیروزپور
۱۳۶	سلطان محمد 〃	〃 〃
۱۳۷	مہتاب دین صاحب	〃 سرگودہا
۱۳۸	سیف اللہ صاحب	〃 جہلم
۱۳۹	غلام رسول صاحب (۱)	〃 گورداسپور
۱۴۰	غلام رسول صاحب (۲)	〃 〃
۱۴۱	بشیر احمد صاحب	〃 〃
۱۴۲	محمد عبداللہ صاحب	〃 شیخوپورہ
۱۴۳	محمد امیر صاحب	〃 〃
۱۴۴	شکر دین صاحب	〃 〃
۱۴۵	فتح محمد صاحب	〃 گجرات

(باقی آئندہ)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

— لاہور۔ ۲۵ جنوری۔ آج شام کو لارڈ ارون نے نیو دہلی میں حسب ذیل اعلان شایع کیا۔ وزیر اعظم انگلستان کے بیان پر غور کرنے کے لئے حکومت ہند مناسب خیال کرتی ہے۔ کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ کے ارکان کو آپس میں بحث وتمحیص کا کامل موقعہ بہم پہونچایا جائے۔ چنانچہ اس غرض سے کہ اگر وہ لوگ جلسے منعقد کرنا چاہیں۔ تو ان کے راستہ میں کسی قسم کی قانونی رکاوٹ حائل نہ ہو۔ حکومت ہذا اعلان کرتی ہے۔ کہ وہ اعلانات جو مجلس عاملہ کانگریس کو خلاف قانون قرار دینے کے لئے مقامی حکومتوں نے جاری کئے تھے۔ واپس لے لئے جائیں۔ نیز ان لوگوں کو جو اس وقت مجلس عاملہ کے رکن ہیں۔ یا یکم جنوری ۱۹۳۰ء سے کسی وقت اس کے رکن رہ چکے ہیں۔ رہا کرنے کی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ ان لوگوں کی رہائی پر کسی قسم کی شرائط عائد نہیں کی جائیں گی۔ کیونکہ ہمارے خیال میں پُرامن حالات کی بحالی کے لئے بہترین امیدیں ان مباحثات پر منحصر ہیں۔ ہم نے یہ کارروائی مخلصانہ جذبات کی تعمیل میں کی ہے۔ اس اعلان کے رُو سے مسٹر گاندھی۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ ولبھ بھائی پٹیل۔ مولوی ابوالکلام آزاد۔ مسز سروجنی نائیڈو۔ ڈاکٹر انصاری۔ مسٹر سین گپتا وغیرہ ۲۷ لیڈر اس وقت رہا کر دیئے گئے ہیں۔

— لاہور۔ ۲۵ جنوری۔ پنجاب گورنمنٹ گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ چونکہ گورنر پنجاب با جلاس کونسل کی رائے میں ہندوستانی سیوا دل کا وجود قیام امن وقانون میں خلل انداز ہوتا ہے۔ اور امن عامہ کے لئے موجب خطرہ ہے لہٰذا اسے خلاف قانون قرار دیا جاتا ہے:

— رگبی۔ ۲۳ جنوری۔ کل ایک نئے نمونہ کی موٹر گاڑی موسومہ "رور یلر" کا کامیاب مظاہرہ کیا گیا۔ یہ گاڑی پہیوں میں خفیف تغیر کے بعد ریلوے لائن پر بھی چلائی جا سکتی ہے۔ لائن پر چلانے کے لئے اس میں نئے پرزوں کے نصب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ چند گز زمین ہموار کرنی پڑتی ہے۔ ہر قسم کی موٹر کو اس طریقے سے "رور یلر" بنایا جا سکتا ہے۔

— بمبئی۔ ۲۳ جنوری۔ گول میز کانفرنس کے مندوبین سر بی۔ این مترا۔ سر سی۔ پی۔ راما سوامی آئر۔ اور سر سلطان احمد ڈاک کے جہاز سے آج شام یہاں وارد ہوئے۔ آخر الذکر دو اشخاص نے گول میز کانفرنس کے متعلق ایک طویل بیان میں واضح کیا ہے۔ کہ ہندوستان کے لئے مستقبل قریب میں نہ صرف صوبجاتی خود مختاری کا حاصل کرنا ممکن ہو گیا ہے۔ بلکہ مرکز میں بھی دفاع اور خارجی تعلقات کو مستثنیٰ کرتے ہوئے کامل ذمہ واری کے حصول کا امکان ہے۔

— لنڈن۔ ۲۴ جنوری۔ ایک مجلس ضیافت کے اختتام پر سر ولیم بل نے ایک مزاحیہ تقریر کی۔ اور اس کے بعد یکایک ان کی حرکت قلب بند ہو گئی۔

— حضور نظام حیدر آباد دکن نے یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ رمضان المبارک میں تمام دفاتر و مدارس کے اوقات بلا لحاظ تفریق وامتیاز چھ گھنٹے کی بجائے صرف تین گھنٹے ہوا کریں۔

— مدراس۔ ۲۴ جنوری۔ ہفتہ مختتمہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۱ء میں شہر مدراس میں ہیضہ کی ۲۷ وارداتیں اور ۱۲ اموات ہوئیں:

— حکومت ہند کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ایران اور جدہ میں ہندوستان کے جعلی نوٹ چلائے جا رہے ہیں۔ اس لئے ان حکومتوں نے ہندوستانی نوٹوں پر بھاری پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ جس سے ان نوٹوں کا ان ممالک میں روپیہ ملنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ ایران اور جدہ جانے والے ہندوستانی زائرین سردست ان ممالک میں نوٹ نہ لے جائیں۔ بلکہ نقد روپے ساتھ لے جایا کریں:

— راولپنڈی۔ ۲۴ جنوری۔ کوہ مری پر زبردست برف باری ہوئی ہے۔ مری اور کشمیر کی سڑکیں بند ہو گئی ہیں۔ ڈاک کا انتظام قلیوں کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں تین تین فٹ برف پڑ گئی:

— جینوا۔ ۲۲ جنوری۔ آج جمعیت الاقوام کی کونسل میں وزیر خارجہ انگلستان نے اعلان کیا۔ کہ عراق میں انتظامی اور آئینی اصلاحات کا نفاذ بلا تاخیر عمل میں لایا جائیگا:

— رگبی ۲۳ جنوری۔ لارڈ ولنگڈن آئندہ وائسرائے ہند کینیڈا کی گورنر جنرلی سے سبکدوش ہو کر انگلستان آ رہے ہیں۔ آج رات وہ معہ لیڈی ولنگڈن گر ینک پہونچیں گے:

— دہلی۔ ۲۳ دسمبر۔ ڈاکٹر مس میکڈامسٹ سے جو گورنر پنجاب پر حملے کے موقعہ پر یونیورسٹی ہال میں زخمی ہوئی تھیں۔ نہ صرف ہسپتال کے معالجے کے بل ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ بلکہ ان ایام کی تنخواہ بھی روک دی گئی ہے:

— قاہرہ۔ ۲۳ جنوری۔ سلطان ابن سعود اور شاہ فواد میں مسئلہ غلاف کعبہ کے تصفیہ کے متعلق دوستانہ خط وکتابت ہو رہی ہے۔ ایک مصری اخبار رقمطراز ہے۔ کہ اگر حکومت حجاز نے زیادہ مصالحانہ رویہ اختیار نہ کیا۔ تو موجودہ حالت میں کوئی ترقی نہیں ہو سکے گی۔ ساتھ ہی ابھی تک جدہ میں مصری قونصل کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اور نہ مصر نے حکومت حجاز کو تسلیم کیا ہے۔

— پریذیڈنٹ وان ہنڈنبرگ نے ہوا بازی کے متعلق پیرس انٹرنیشنل کانفرنس کا سرپرست بننے کی دعوت نامنظور کر دی ہے۔ اگرچہ اس کی کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی۔ لیکن خیال ہے۔ کہ چونکہ ابھی تک ہوا بازی میں جرمنی کا پورا درجہ بحال نہیں ہوا۔ اس لئے پریذیڈنٹ نے اس دعوت کو منظور نہیں کیا:

— لکھنؤ۔ ۲۵ جنوری۔ پرسوں رات ایک مسلمان کی دکان میں بم پڑا ہوا ملا۔ جو ٹین کے بکس میں تھا۔ اس دکان پر کانگریس کی طرف سے پکٹنگ ہو رہا ہے۔

— جلپائیگوری۔ ۲۶ جنوری۔ پولیس نے ایک ہجوم پر جس نے سرسوتی کے جلوس پر حملہ کیا۔ گولی چلائی۔ جس سے ایک مسلمان ہلاک اور ۵۰ زخمی ہوئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مقامی مسجد اور آس پاس کی دکانوں سے مسلمانوں کی ایک بھاری تعداد باہر آ گئی۔ اور جلوس پر لاٹھیوں سے حملہ کر دیا۔ اس پر پولیس نے گولی چلا دی۔ کل مسجد اور دکانوں سے ۳۰۰ کے قریب مسلمان گرفتار کئے گئے۔

— لاہور۔ ۲۶ جنوری۔ آج سشن جج لاہور نے ہری کشن کو چنن سنگھ کو قتل کرنے کے جرم میں پھانسی کی سزا دی اور گورنر پر حملے کی بناء پر حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم سنایا۔ جیوری نے تمام الزامات کی بناء پر ملزم کو مجرم قرار دیا لیکن عدالت سے اپیل کی۔ کہ وہ ملزم کی نوجوانی کو دیکھ کر اس پر رحم کرے:

— لاہور۔ ۲۶ جنوری۔ حکومت پنجاب کے اعلان مصدرہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۱ء سے سابقہ اعلان مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۳۰ء منسوخ ہو گیا ہے۔ جس کے رُو سے کانگریس کی مجلس عاملہ خلاف قانون قرار دی گئی تھی:

— سلیم۔ ۲۰ جنوری۔ ایک سنگدل عورت نے تین بچوں کو جو کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ ایک آہنی تیز دھار اوزار کے ساتھ قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد ان کے گوشت کا قیمہ کیا وجہ دریافت کرنے پر ملزمہ نے کہا۔ کہ میرے بچے دور وز سے گم تھے۔ میرا خیال تھا۔ کہ کسی نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ اس لئے میں نے ان کا انتقام لینے کے لئے ان بچوں کو قتل کر دیا۔ عدالت نے اس عذر کو منظور نہ کیا۔ اور قاتلہ کو پھانسی کی سزا دیدی:

— نیو دہلی۔ ۲۶ جنوری۔ ایک سرکاری بیان شایع کیا گیا ہے۔ کہ کھجوری اور اکاخیل میدانوں میں حکومت نے جو حفاظتی انتظامات اختیار کر رکھے ہیں۔ اب قطعی اور فیصلہ کن صورت میں آ رہے ہیں۔ منظور شدہ پروگرام کا منشاء یہ تھا۔ کہ بعض چوکیاں تعمیر کی جائیں۔ جن کے ذریعہ پختہ سڑکوں کی حفاظت کی جائے تا ان رقبوں میں مخالف لشکر کا اجتماع نہ ہو سکے۔ دریائے باڑا پر ایک پُل تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس پُل کی حفاظت کے لئے ایک چھوٹی سی فوجی چوکی بھی زیر تعمیر ہے:

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان لمیٹیڈ قادیان سے شایع کیا)